شخصیت

صاحب آثار السنن علامہ ظہیر احسن نیمویؒ

حیات وخدمات اور علمی آثار (۲)

مولوی شایان احمد صدیقی

متخصص فی علوم الحدیث بنوری ٹاؤن کراچی

ادبی تصانیف: ادبی تصانیف میں اب تک علامہ کی جن کتابوں کا پتہ چل سکا ہے ان کی تعداد آٹھ ہے۔

(۱) **دیوان شوق:** ایک سو اٹھائیس صفحات پر مشتمل علامہ نیمویؒ کا یہ شعری مجموعہ ۱۳۲۶ھ میں مطبع سیدی پٹنہ سے محمد نورالہدیٰ نیموی نے مرتب کر کے شائع کیا تھا۔ اس میں ۸ قصائد، ۳۸ رباعیات اور ۲۲ قطعات ہیں۔ اخیر میں میکش حیدرآبادی، شمشاد لکھنوی، ازل لکھنوی کے تاریخی قطعات بھی درج ہیں، جو ان حضرات نے دیوان کی طباعت پر کہے تھے۔

(۲۔۳) **نغمہ راز اور سوز وگداز:** دونوں اردو زبان میں علامہ نیموی کی معرکۃ الآراء مثنوی ہے۔ نغمہ راز ۳۸ صفحات پر مشتمل ہے اور پہلی بار قومی پریس لکھنو میں چھپی تھی، جب کہ سوز وگداز کے صفحات کی تعداد ۴۶ ہے اور یہ نظامی پریس پٹنہ میں طبع ہوئی۔

(۴) **ازاحۃ الاغلاط:** فارسی زبان میں بڑے سائز کے ۳۹ صفحات پر مشتمل یہ رسالہ عربی وفارسی کے ایسے الفاظ کی تحقیق پر مشتمل ہے جو عوام میں غلط مستعمل ہیں۔ پہلی بار ۱۸۹۳ء میں قومی پریس لکھنو میں طبع ہوا تھا۔ بعد میں مولانا حسرت موہانی نے اردو پریس علی گڑھ سے بھی شائع کیا تھا۔

(۵) **سرمہ تحقیق:** علامہ نیمویؒ نے ازاحۃ الاغلاط میں جلال لکھنوی کی تنقیح اللغات سے بعض تحقیقی امور میں اختلاف کیا تھا۔ جب جلال لکھنوی کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے اس کے جواب میں ردتردید نامی رسالہ لکھا۔ سرمہ تحقیق دراصل اسی ردتردید کا جواب ہے۔ جو اردو زبان میں ۵۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۶) **اصلاح:** اردو زبان کے نوآموز شعراء کو زبان وبیان کی خامیوں سے محفوظ رکھنے اور متروکہ الفاظ سے

باخبر رکھنے کے لیے ۱۳ صفحات پر مشتمل یہ رسالہ ۱۸۸۷ء میں پہلی بار چھپا۔ بعد میں الیضاح نامی مصنف کے حاشیہ کے ساتھ اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔

(۷) **یادگار وطن:** اردو زبان میں ۱۵۸ صفحات پر مشتمل یہ کتاب نیمی کے حالات اور خود علامہ نیموی کے آباء واجداد اور ان کی حالات زندگی پر خود نوشت سوانح ہے۔ علامہ کی دیگر کتابوں کی طرح یہ بھی قومی پریس لکھنو سے طبع ہوئی تھی۔

(۸) **سیر بنگال:** علامہ نیمویؒ کا سفرنامہ ہے جو انہوں نے غیر منقسم بنگال کے سفر سے واپسی کے بعد بڑے دلکش انداز میں تحریر فرمایا تھا۔ یہ ۲۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

جلالت شان: علامہ نیمویؒ نے صرف چوالیس سال کی عمر پائی۔ آپ نے پچیس سے زیادہ وقیع علمی یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کی تصنیف "آثار السنن" کو شہرت دوام حاصل ہے۔ تفسیر، حدیث، ادب، فقہ، طب، شاعری کوئی ایسا علمی عنوان نہیں جس پر آپ کی تحقیقات نے اہل علم سے داد وصول نہ کی ہو اور امت آپ کے تبحر علمی پر اعتماد نہ کرتی ہو۔ آپ کے شیوخ اور اساتذہ سے لے کر ہم عصر حضرات اہل علم تک سب ہی نے آپ کی تحقیقات کو وقعت نظر سے دیکھا ہے اور داد تحسین پیش کی ہے۔ یہاں چند اہل علم کی رائے پیش کی جاتی ہے جس سے آپ کی جلالت شان کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

حضرت شاہ محمد عبدالحق مہاجر کیؒ: علامہ نیمویؒ نے "آثار السنن" کے چند مطبوعہ اجزاء حضرت مولانا شاہ عبدالحق الہ آبادی مہاجر کیؒ کی خدمت میں دعا اور ان روایات کی اجازت سند کے لئے مکہ مکرمہ بھیجے تو حضرت مولانا شاہ عبدالحقؒ نے مسجد حرام میں ہاتھ اٹھا کر کتاب اور مؤلف کی مقبولیت کے لئے دعا فرمائی اور اپنی طرف سے تمام علوم وفنون اسناد تفسیر، حدیث فقہ اور تصوف واوراد کی تحریری سند بھی ارسال فرمائی۔

حضرت شاہ عبدالحق نے اپنی تحریری اجازت میں علامہ نیمویؒ کے متعلق لکھا:

"التمس منی الشیخ الفاضل السابق فی حلیة الفضائل الباذل فی تحصیل العلوم الشریعة الجهد المشمر فی اقتناصها عن ساعد الجد مولانا العلامة الفهامة المحقق المدقق المولوی محمد ظهیر احسن ادام الله بقائه وزاد کل یوم فی مصاعد الفضل ارتقاء ه الاجازة فیما تجوز لی روایته وتصح لی درایته فاجبته لذلک"(۷).

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ: شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ نے علامہ نیمویؒ کے متعلق ارشاد

فرمایا: ''علامہ نیمویؒ علم حدیث میں اپنے استاد علامہ عبدالحی لکھنویؒ سے فائق ہیں'' (۸)۔

حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ: حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ علامہ نیمویؒ کے ہم عصر ہیں۔ آپ نے علامہ نیموی کے علمی مقام کا اعتراف فرمایا ہے۔ علامہ کشمیریؒ نے مسئلہ رفع یدین پر اپنی معرکۃ الآراء کتاب ''نیل الفرقدین'' میں علامہ نیمویؒ کی تحقیقات کو قال الشیخ النیموی کہہ کر نقل فرمایا ہے۔

حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ علامہ نیمویؒ کے علوم وتحقیقات سے بہت متاثر تھے۔ آپ نے علامہ نیموی کی شان میں عربی میں ایک لاجواب قصیدہ لکھا جو'' آثار السنن'' کے ساتھ مطبوعہ ہے۔ علامہ کشمیری کا یہ قصیدہ عربی ادب کا ایک شاہکار ہے۔ اس کا کچھ حصہ مولانا عبدالرشید فوقانی نے القول الحسن میں بھی نقل کیا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

رویت وطبت نفسا فی ارتواء	وعدت فازدری ماء السماء
بحبی ذا المناقب والمعالی	شریف المجد غطریف العلاء
کریم الخلق محمود السجایا	خلیقا للحامد والثناء
وحید العصر محسود الندید	سدید القول فی حسن الصفاء
رفیع القدر ذو القدر الرفیع	باعلال الروایة وانتقاء
ظهیر الحق مولانا الظهیر	اضاء الارض فی نور اهتداء
ولا تستطیع انور مدح فضله	مرام ذاک فی غیر الرجاء
فمد له الا له ظلیل ظل	وجازاه بخیر من جزاء (۹)

ترجمہ: (علامہ نیموی کے فیوضات سے) میں سیراب ہوگیا اور جان سیرابی سے پاکیزہ ہوگئی، اور (اب ان کی مدح کا حق ادا کرنا) یوں گویا آسمان کے پانی (بارش) کی توہین کررہا ہوں۔

خوبیوں والے، اعلیٰ مرتبے والے، بلند مرتبہ والوں کے سردار اور بلندیوں کے بڑے کی محبت کی وجہ سے۔

وہ یکتائے زمانہ ہمسروں کے رشک، حسن وکمال میں صاف گو ہیں۔

روایات کے نکات اور تحقیق میں نہ صرف بلند مرتبہ ہیں، بلند مرتبہ ہونے ہی کے لائق ہیں۔

مولانا ظہیر الحسن حق کے مددگار ہیں، ان کی رہنمائی سے روئے زمین کو روشن کردیا ہے۔

ان کے مقام کی تعریف انور کے بس میں نہیں، (ان کی تعریف کرنا) حقیقت کے بجائے محض باتیں ہیں۔

پس ان کے عظیم الشان فیض کو اللہ تعالیٰ بڑھاتا ہی رہے، اور اپنے انعامات میں سے بہترین انعام سے انہیں نوازے۔

حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ لکھتے ہیں: ''حضرت استاذ (علامہ کشمیری) فن حدیث میں علامہ ممدوح (علامہ نیموی) کا مقام بہت بلند مانتے تھے اور معرفت علل واسانید میں ہندوستان کے کسی دوسرے عالم کو ان کا عدیل ومثیل نہیں قرار دیتے تھے۔ اس عاجز کو خوب یاد ہے یہاں تک فرماتے تھے کہ مولانا ظہیر احسن صاحب مولانا عبدالحی صاحب (لکھنوی فرنگی محلی) کے شاگرد ہیں لیکن صناعت حدیث میں ان سے بہت فائق ہیں'' (۱۰)۔

شہزادہ مرزا زبیر الدین زبیر: شہزادہ مرزا زبیر الدین زبیر بادشاہان مغلیہ کی اولاد سے ہیں۔ اپنے وقت کے مشہور صاحب دیوان شاعر تھے۔ شاعری میں علامہ نیموی سے اصلاح لیتے تھے۔ اپنے دیوان ''چمنستان سخن'' المعروف دیوان زبیر مطبوعہ ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء میں علامہ نیمویؒ کے متعلق فرماتے ہیں:

جب سے شوق نیموی سے ہے تلمذ اے زبیر — پایہ کیسا بڑھ گیا تقریر کا تقدیر کا
زنگ آلودہ ہے گو جوہر میری شمشیر کا — پر نبیرہ خاص ہوں سلطان عالمگیر کا
حضرت شوق کا ہے فیض زبیر — تجھ میں ایسی جو خوش بیانی ہے

نواب کلب علی خان بہادر مرحوم: نواب کلب علی خان بہادر والئی رامپور اہل علم کے قدردان تھے۔ جب فن لغت میں علامہ نیموی کی ''ازاحۃ الاغلاط'' دیکھی تو آپ کی علمیت اور فنی گرفت کی تعریف کی اور دربار رامپور میں آپ کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے دعوت دی اور خوش آمدید کہا۔

مولانا حسرت موہانی اور دیگر شعراء: علامہ نیموی کی کتاب ''ازاحۃ الاغلاط'' کو اردو کے مشہور شاعر اور ادیب علامہ حسرت موہانی نے ۱۹۱۸ھ میں اردو پریس علی گڑھ سے شائع کیا۔ اردو، فارسی کے شعراء اور ادباء بھی آپ کے نیاز مند تھے۔ مولانا حسرت موہانی اور علامہ محمد اقبال مرحوم کے استاد داغ دہلوی مرحوم کے علامہ نیموی سے نیاز مندانہ تعلقات تھے (۱۱)۔

علم حدیث کی طرف میلان: ابتداء میں علامہ نیمویؒ پر ذوق شعر وادب کا غلبہ تھا۔ انہوں نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ ادبی شغف کی نذر کر دیا تھا۔ غزل، قصائد اور مثنوی لکھ کر اس فن میں خوب نام کمایا۔ ''ازاحۃ الاغلاط، اصلاح، سرمہ تحقیق، ایضاح، نغمہ راز، سوز وگداز، یادگار وطن اور سیر بنگال'' وغیرہ لکھ کر اساتذہ فن کی صف میں اپنی جگہ بنائی۔ لیکن مشیت ایزدی کچھ اور تھی، قسام ازل نے آپ کو اس کام کے لیے پیدا نہیں کیا تھا۔ قدرت کو ان سے بڑا کام لینا تھا۔ اس لیے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور تعبیر کی صورت میں یہ بات ذہن نشین کرائی گئی کہ تم

حدیث کی خدمت کروگے، علامہ نیمویؒ نے "التعلیق الحسن" میں اس واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"انی رایت ذات لیلة فی المنام انی احمل فوق راسیؔ جنازة النبی ﷺ فعبرت هذه الرویا الصالحة بان اکون حاملا لعلمه ان شاء الله العلام. ثم شمرت عن ساق الجد واشتغلت بالحدیث حتی وفقنی الله لتالیف آثار السنن".

"میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ اپنے سر پر اٹھائے ہوا ہوں، میں نے اس متبرک خواب کی تعبیر یہ نکالی کہ میں انشاء اللہ علم حدیث کا حامل ہوں گا۔ پھر میں نے کمر کس لی اور حدیث میں مشغول ہوگیا۔ یہاں تک کہ خدا نے مجھے آثار السنن کے تالیف کی توفیق بخشی"۔

اسی طرح جیسے جیسے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی رہی آپ کا علم حدیث سے اشتغال بڑھتا گیا۔ اس کے علاوہ علامہ عبدالحی لکھنویؒ جیسے محدث کی صحبت اور خاندانی ماحول نے اس شوق پر مہمیز کا کام کیا۔

آثار السنن کی تالیف کا پس منظر: علامہ نیمویؒ کے دور میں تقلید اور عدم تقلید کے مابین ایک جنگ جاری تھی اور ہر سو اس بحث کے چرچے تھے۔ طرفین سے اس موضوع پر کتابیں لکھی جارہی تھیں۔ مناظروں کا بازار گرم تھا۔ عدم تقلید کے قائلین کی جانب سے دیگر دلائل کے ساتھ ساتھ حنفیت کو رائے اور قیاس پر مبنی گردانا جارہا تھا۔ خود علامہ کے استاد عبدالحی لکھنویؒ اور نواب صدیق حسن خانؒ کے مابین تحریرے مناظرے تو ہندوستان میں علم حدیث کی تاریخ کا ایک اہم باب ہیں۔ دوسری جانب احناف کے ذخیرہ احادیث میں کوئی ایسی کتاب موجود نہیں تھی جو خالص محدثانہ رنگ میں ہوتے ہوئے بھی حنفی مسلک کی بھی مؤید ہوتی۔ محدث کبیر مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ لکھتے ہیں:

"ہندوستانی علمائے اسلام میں حنفی نقطہ نظر سے غالباً سب سے پہلے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے ایک مجموعہ احادیث "فتح المنان فی تائید مذہب النعمان" کے نام سے تالیف فرمایا۔ یہ مجموعہ تقریباً ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے مگر وہ فقہی رنگ میں لکھی گئی ہے اور اس میں یہی رنگ نمایاں ہے۔ ہندوستان کے ایک اور عالم جن کا سکہ بلاد اسلامیہ میں بیٹھا ہوا ہے سید مرتضیٰ بلگرامی زبیدیؒ ہیں انہوں نے بھی اس نقطہ نظر سے ایک کتاب لکھی جس کا نام "عقود الجواہر المنیفۃ" ہے۔ اس میں فقہی مباحث نہیں ہیں مگر اس کے ساتھ وہ جرح وتعدیل رواۃ اور نقد احادیث کے فنی مباحث سے بھی قریب قریب خالی ہے"۔

ان حالات میں اس بات کی اشد ضرورت تھی کہ حدیث شریف میں کوئی ایسی کتاب مرتب کی جائے جس

میں مختلف کتب حدیث سے ایسی روایات جمع کی جائیں جو فقہ حنفی کی موید ہوں۔ چنانچہ علامہ نیمویؒ نے ''آثار السنن'' کی تالیف کا کام شروع کیا اور جرح وتعدیل رواۃ اور فنی مباحث سے یہ ثابت کردیا کہ فقہ حنفی کی بنیاد محض قیاس اور رائے پر نہیں بلکہ اس کی اساس قرآن وحدیث ہے۔ علامہ نیمویؒ اس صورت حال پر روشنی ڈالتے ہوئے یوں گویا ہیں:

''یہ تو ظاہر ہے کہ حدیث میں پہلے ''بلوغ المرام'' یا ''مشکوۃ شریف'' پڑھائی جاتی ہے اور ان کے مؤلف شافعی المذہب تھے۔ ان کتابوں میں زیادہ تر وہی حدیثیں ہیں جو مذہب امام شافعی کی مؤید اور مذہب حنفی کے خلاف ہیں۔ بیچارے طلبہ، یہ ابتدائی چیزیں پڑھ کر مذہب حنفی سے بدعقیدہ ہو جاتے ہیں۔ پھر جب صحاح ستہ کی نوبت آتی ہے تو ان کے خیالات اور بھی بدل جاتے ہیں۔ علمائے حنفیہ نے کوئی ایسی کتاب قابل ذکر تالیف ہی نہیں کی کہ جس میں مختلف کتب احادیث کی وہ حدیثیں ہوں جن سے مذہب حنفی کی تائید ہوتی ہے۔ آخر بیچارے طلبہ غیر مقلد نہ ہوں تو کیا ہوں۔ فقیر نے انہی خیالات سے حدیث شریف میں ''آثار السنن'' نامی ایک کتاب تالیف کی ہے'' (۱۲)۔

علامہ محمد یوسف بنوریؒ ''الاتحاف لمذھب الاحناف'' کے مقدمہ میں ان عوامل پر روشنی ڈالتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں:

''وکان رجال من مشتغلین بالحدیث نزعت منهم نزعة من الطعن فی ادلة مذهب فقیه الامة ابی حنیفة رحمه الله بانها تخالف الاحادیث الصحیحة فاضطر الی تالیف فی جمع روایات صحیحة توافو مذهب الامام من مؤلفات خاصة فی الاحکام وسماه آثار السنن'' (۱۳).

''علم حدیث سے شغف رکھنے والے کچھ حضرات امام ابوحنیفہ پر طعن کرنے لگے کہ یہ صحیح احادیث کے مخالف ہیں، تو ان کو (حضرت نیموی) ان روایات صحیحہ کے جمع کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی جو خاص طور پر احکام میں امام کے مذہب کے موافق ہوں۔ انہوں نے اس تالیف کا نام آثار السنن رکھا''۔

ذخیرہ کتب حدیث: اس عظیم الشان کتاب کی تالیف کے لیے کتب حدیث، کتب اسماء الرجال اور کتب فقہ کے ایک بڑے ذخیرہ کی ضرورت تھی جسے مآخذ اور مراجع کے طور پر استعمال کیا جاسکے۔ اس لئے علامہ نیمویؒ نے اس کتاب کی تالیف سے پہلے کتابوں کی فراہمی کا کام شروع کیا۔ کتابوں کی فراہمی دقت طلب عمل تھا اس کے لئے موصوف نے زر کثیر صرف کیے، ہندوستان کے اسفار کیے، اخبارات کے ذریعے منادی کروائی کہ کسی صاحب کے پاس حدیث کا کوئی نایاب قلمی نسخہ ہو تو اس سے مطلع فرمائیں۔ اس تمام تر جدوجہد کا یہ نتیجہ نکلا کہ آپ کے ذاتی کتب خانہ میں حدیث، اصول حدیث، نقد حدیث، فقہ، اصول فقہ اور اسماء الرجال کی اہم کتابیں جمع ہوگئیں۔ اس کے علاوہ

چند ایسی قلمی کتابیں بھی ہاتھ آ گئیں جو ہندوستان کیا عرب میں بھی کمیاب تھیں اور ان کے دیکھنے کو اہل علم کی آنکھیں ترستی تھیں (۱۴)۔

اس مساعی جمیلہ کا دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ آپ کی رسائی ان کتب خانوں تک ہوگئی جہاں نادر و نایاب کتابوں کا ذخیرہ موجود تھا۔ چنانچہ جب مشہور عالم شیخ سعید بنارسی نے آپ کی تصنیف ''حبل المتین'' کے حوالہ جات پر اعتراضات کیے اور دریافت کیا کہ آپ نے اپنی کتاب میں ''معجم کبیر''، ''مسند راہویہ''، اور ''مسند حمیدی'' کے جو حوالے دیئے ہیں وہ آخر کہاں موجود ہیں تو آپ نے انہیں لکھا:

''پنجاب کے شہر بہاولپور میں جناب شمس الدین مرحوم کا نامی کتب خانہ ہے۔ انہی کے کتب خانے میں معجم کبیر بخط ولایت موجود ہے۔ ہندوستان میں ایک نہیں مسند حمیدی کے تین نسخے ہیں۔ ایک نسخہ مکرمی جناب مولانا مولوی محمد سعید صاحب مفتی عدالت عالیہ حیدر آباد کے کتب خانہ میں ہے۔ دوسرا نسخہ میرے مکرم دوست جناب مولوی شیخ احمد مکی جن کا اکثر قیام بھوپال میں رہتا ہے ان کے پاس ہے، مگر یہ نسخہ پورا نہیں ناقص ہے۔ تیسرا نسخہ شفیقی مولوی عبدالحق صاحب ساکن کرنول ضلع مدراس کے پاس ہے۔ میں نے وہ حدیث اسی کرنول کے نسخے سے نقل کی ہے۔ اس میں بعینہ وہ روایت موجود ہے۔ مسند راہویہ کا اگر آپ کو پتہ نہیں تو مجھ سے سنیے کہ قاہرہ کے کتب خانہ میں یہ کتاب موجود ہے'' (۱۵)۔

آخر میں تحدیث نعمت کے طور پر لکھتے ہیں:...... ''اللہ کے فضل و کرم سے ایسے ایسے نامی کتب خانوں کی اطلاع رکھتا ہوں کہ بڑے بڑے شائقین حدیث کو جن کی خبر تک نہیں اور بے شک میرے لیے بڑا فخر ہے کہ ایسی ایسی نایاب کتابیں نظر سے گذری ہیں کہ جن کے دیکھنے کو لوگوں کی آنکھیں ترستی رہتی ہیں'' (۱۶)۔

آغاز تالیف اور طباعت: علامہ نیمویؒ نے آثار السنن کی تالیف کا آغاز ۱۳۰۶ھ سے کچھ قبل کیا اور مشاغل کی کثرت، نایاب کتابوں کی فراہمی میں دقت اور علائق زمانہ کے باوجود ۱۳۱۳ھ میں کتاب الصلوۃ تک مکمل کر دیا۔ صاحبزادہ مولانا عبدالرشید فوقانی ''القول الحسن'' میں لکھتے ہیں:

" ان النیموی قد شرع فی کتابہ آثار السنن فی السنۃ السادسۃ بعد الالف وثلاث مأۃ من الھجرۃ النبویۃ، بل من قبیلھا وفرغ من تحریر اخر ابواب الصلاۃ من ذلک الکتاب فی الثالثۃ عشر بعد الالف وثلث مأۃ".

''علامہ نیمویؒ نے اپنی کتاب آثار السنن کی تالیف کا کام ۱۳۰۶ھ سے کچھ قبل شروع کیا اور ابواب الصلوۃ

کی تکمیل سے ۱۳۱۴ھ میں فراغت پائی''۔

اگرچہ کتاب الصلوۃ تک تالیف کا کام ۱۳۱۴ھ میں مکمل ہوگیا تھا، لیکن اس کی طباعت کا شرف پہلی بار ۱۳۲۱ھ میں احسن المطابع عظیم آباد کو حاصل ہوا۔ مولوی عبدالقادر صاحب مالک مکتبہ نے مصنف کی نگرانی میں عابد حسین صاحب سے جلی اور شاندار کتابت کرا کے شائع کرایا تھا۔ اس کی قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک رکھی گئی تھی، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ طباعت کے اخراجات بہت حد تک خود مصنف کو برداشت کرنے پڑے اور اتنی رقم نہیں تھی کہ مکمل کتاب الصلوۃ یکبارگی شائع کرائی جاسکے، اس لیے علامہ نیمویؒ نے اسے دو حصوں میں تقسیم کردیا۔ اس بارے میں آپ خود لکھتے ہیں:

''بیشتر مؤلف کا قصد تھا کہ پوری کتاب جلد اول کتاب الصلوۃ تک چھپوا کر شائع کی جائے مگر بوجہ کثرت مخارج وقلت مداخل زیور طبع کا پورا بندوبست نہ ہوسکا، بعض بعض حضرات خیر اندیشان مذہب نے اس کے طبع میں مالی اعانت بھی فرمائی ہے مگر وہ رقم چند اجزاء کے لیے کافی تھی اور اس ضخیم کتاب کے چھپوانے میں زر کثیر درکار ہے، اس لئے مؤلف کا قصد ناتمام ہی رہا اور ادھر علمائے زمانہ نے اپنی بے حد اشتیاق ظاہر فرما کر سخت تقاضا شروع کیا، چاروناچار جلد اول کے دو حصے کر کے اول جس میں اکثر ابواب الصلوۃ اور معرکۃ الآراء مباحث درج ہیں، شائع کیا جاتا ہے''۔

اس کتاب کی تصحیح اور پروف ریڈنگ کا کام بھی علامہ نیمویؒ نے انجام دیا اور ۱۴۵/ اَغلاط کی فہرست مرتب کر کے اسے کتاب سے منسلک کروایا۔ جزاول کی طباعت کے بعد کافی دنوں تک جز ثانی کی طباعت کی نوبت نہیں آسکی۔ تاخیر کے اسباب پر روشنی ڈالتے ہوئے خود آپ رقم طراز ہیں:

''دوسرے حصے کے اشتیاق میں برابر خطوط آتے رہے، مگر اس کی اشاعت میں حد سے زیادہ تاخیر ہوئی۔ سبب یہ کہ مؤلف امسال مختلف امراض میں بہت بیمار رہا۔ حصہ اول کے جس قدر نسخے فروخت ہوئے ان کی قیمت معالجہ اور ذاتی اخراجات میں صرف ہوتی گئی اور کوئی دوسرا سامان اس کے طبع کا نہ ہوسکا۔ سن گذشتہ میں رئیس ڈھاکہ نے اس کے چھپوا دینے کا وعدہ کیا تھا، مگر ایفائے وعدہ کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ غرضیکہ مہینوں میں یہ حصہ عدم سامان زیور طبع کی وجہ سے اور مؤلف کی علالت کے سبب سے پڑا رہا، آخر تحریک بعض اہل فضل وعمائد ارباب دین، حضرات دربھنگہ نے چندہ کر کے اس کے طبع کامل کی اعانت فرمائی، جن کی ہمت عالیہ کی وجہ سے آج یہ دوسرا حصہ بھی بفضلہٖ تعالیٰ چھپ کر نظر افروز عالم ہوتا ہے''۔

یہ دوسرا حصہ بھی احسن المطابع نے چھاپا تھا، جس میں مصنف نے اکانوے غلطیوں کی فہرست الگ سے

لگوائی تھی، اس حصہ میں علامہ نیمویؒ کی ان تحقیقات کو بھی داخل کر دیا گیا تھا جو حصہ اول کی طباعت کے بعد مصنف نے کی تھیں، وہ اغلاط بھی چھوٹے چھوٹے پرزوں میں جگہ جگہ رکھ دیئے گئے جن کا علم مصنف کو طباعت کے بعد ہوا۔

گو یہ ایڈیشن اغلاط سے پاک نہیں لیکن پھر بھی غنیمت ہے۔اس کے اخیر میں علامہ کشمیریؒ کے دو قصیدے بھی شامل ہیں جو انہوں نے علامہ نیمویؒ کی شان میں کہے تھے۔

قبول عام: ''آثار السنن'' جب زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آئی، تو علمائے کرام نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا اور اپنی تصنیفات اور تالیفات میں اس کے اقتباسات کو قول فیصل کے طور پر نقل کرنے لگے۔حضرت شاہ عبدالحق مہاجر مکیؒ کو علامہ نیمویؒ نے جب اس کتاب کا نسخہ بھیجا تو آپ بہت مسرور ہوئے اور اجتماعی دعا فرمائی۔

قسطنطنیہ کے مشہور حنفی عالم محمد زاہد کوثریؒ نے اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

''قد الف كتابه آثار السنن فى جزئيين لطيفتين وجمع فيهما الاحاديث المتعلقة بالطهارة والصلاة على اختلاف مذاهب الفقهاء وتكلم على كل حديث منها جرحا وتعديلا على طريقة المحدثين واجاد فيما عمل كل الاجادة''(١٧).

''انہوں نے اپنی کتاب آثار السنن کو دو حصوں میں تالیف کیا اور اختلاف مذاہب فقہاء کے ساتھ طہارت اور صلوۃ سے متعلق احادیث کو اس میں جمع کیا اور تمام احادیث پر محدثانہ طرز پر جرح وتعدیل کی اور خوب کی''۔

مولانا سید حکیم عبدالحی ''نزہۃ الخواطر'' میں یوں رقم طراز ہیں:

''واشتغل بقرض الشعر مدة طويلة ثم وفق الله سبحانه لخدمة الحديث الزريف فشمر عن ساق الجد واشتغل بالحديث وصنف آثار السنن وهو كتاب نادر غريب''.

''وہ مدت دراز تک شاعری میں مشغول رہے، پھر اللہ تعالی نے حدیث شریف کی خدمت کی توفیق بخشی تو کمر ہمت کس لیا اور حدیث میں مشغول ہو گئے اور آثار السنن کی تصنیف کی۔یہ ایک عجیب وغریب کتاب ہے''۔

محدث کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ نے اس کتاب کی خوبیوں کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

خالص محدثانہ رنگ میں حنفی نقطۂ نظر سے ہندوستان میں جو پہلی کتاب لکھی گئی، جہاں تک مجھے معلوم ہے'' آثار السنن'' ہے۔میری نگاہ میں اس کتاب کی بہت قدر وقیمت ہے اور مولانا ظہیر احسن شوق کا تصنیفی شاہکار ہے''۔

''حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ اپنی تمام تر عبقریت کے باوجود اس کتاب سے بہت متاثر ہوئے اور اس پر حاشیہ بنام ''الاتحاف لمذہب الاحناف'' لکھا جس کا مفصل تذکرہ ایک مستقل عنوان کے تحت آگے آئے گا۔

اس کے علاوہ حضرت کشمیری کا معمول یہ بھی تھا کہ جو طلباء دیوبند اور ڈابھیل سے فارغ ہو کر نکلتے تو آپ وصیت فرماتے کہ ہر ایک کے پاس یہ کتاب ہونی چاہیے۔ تمام کتب رجال پر ''آثار السنن'' کو ترجیح دیتے اور فرماتے ''حضرت نیمویؒ کی تحقیق کی داد ہے''۔

مولانا محمد نذیر حسین محدث دہلویؒ فرمایا کرتے تھے:

''ان الاخ النیموی حقق فی بحث الجھر بالتامین ما لم یتحقق احد من المتقدمین''.

''بھائی نیموی نے آمین بالجہر کی تحقیق اس انداز پر کی ہے جس انداز پر متقدمین میں سے کسی نے نہیں کی''۔

مولانا ابوالحسن ندویؒ نے فرمایا:

''تلقی کتابہ آثار السنن بالقبول و عنی بہ علماء ھذا الشان''.

''ان کی کتاب آثار السنن مقبول عام ہوئی اور علماء نے اس کی طرف بڑی توجہ دی''۔

ایک دوسری جگہ یوں رقم طراز ہیں:

''مولانا ظہیر احسن شوق نیمویؒ کی کتاب ''آثار السنن'' محدثانہ نقد و نظر اور مذہب حنفی کی تائید میں ایک بلند پایہ تصنیف اور ہندوستان کی فن حدیث کی تصنیفات میں ایک وقیع اور جدید اضافہ ہے''۔

آثار السنن کا اسلوب اور اس کی خصوصیات: ''آثار السنن'' کا اسلوب مجد الدین ابن تیمیہ کی ''المنتقی''، حافظ ابن حجر کی ''بلوغ المرام'' اور خطیب تبریزی کی ''مشکوۃ المصابیح'' جیسا ہے۔ لیکن نقد روات حدیث اور جرح و تعدیل کی بحث میں اس کتاب کا ایک اپنا مقام ہے جو اس کو ان کتابوں کے ساتھ ساتھ علامہ زیلعیؒ کی ''نصب الرایۃ''، علامہ زبیدی بلگرامیؒ کی ''عقود الجواہر المنیفۃ'' اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی ''فتح المنان'' سے بھی ممتاز کرتی ہے۔ لیکن ان تمام کتابوں میں ''آثار السنن'' کا اسلوب ''بلوغ المرام'' سے زیادہ قریب ہے۔ علامہ نیمویؒ نے اپنی اس کتاب میں ''بلوغ المرام'' سے خوب استفادہ کیا ہے۔ پچاس (۵۰) سے زیادہ ایسی احادیث ''آثار السنن'' میں جمع کی ہیں جو ''بلوغ المرام'' کے متعلقہ ابواب میں درج ہیں۔

(۱) علامہ نیمویؒ نے اس کتاب پر خود ''التعلیق الحسن اور تعلیق التعلیق'' کے نام سے دو حواشی تحریر فرمائے جیسا کہ آئندہ شروح و حواشی کے ذیل میں اس کا تذکرہ آئے گا، اور اس میں نقد روات، جرح و تعدیل اور علل حدیث کی ایسے کئی مباحث ملتے ہیں جن میں کئی ائمہ فن سے محققانہ اختلاف کیا ہے، جس کی مثال درج ذیل ہے:

حافظ ابن حجرؒ نے ''باب سترۃ المصلی'' میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ''فلیخط خطا، ثم لا یضرہ من مر بین

ید یه'(۱۸) کونقل کرنے کے بعد یہ حکم لگایا ہے:

"أخرجه أحمد وابن ماجه وصححه ابن حبان، ولم يصب من زعم أنه مضطرب، بل هو حسن".

''احمد اور ابن ماجہ نے اس کی تخریج کی ہے اور ابن حبان نے اس کی تصحیح کی ہے، اور ان لوگوں کا خیال درست نہیں ہے جنہوں نے اسے مضطرب قرار دیا ہے، بلکہ وہ حسن ہے''۔

علامہ نیمویؒ اس حدیث پر کلام کرتے ہوئے حافظؒ سے اختلاف کرتے ہیں اور لکھتے ہیں:

"والعجب من الحافظ ابن حجر حيث قال في بلوغ المرام: صححه ابن حبان، ولم يصب من زعم أنه مضطرب، بل هو حسن. قلت: في سنده أبو عمرو بن محمد بن حريث، قال الذهبي: لا يعرف، وقال في التقريب: مجهول. قلت: فجهالته تكفي لضعف هذا الحديث".

''اور حافظ ابن حجر پر تعجب ہے کہ انہوں نے بلوغ المرام میں یہ فرمایا ہے: صحح ابن حبان ــــ میں کہتا ہوں کہ اس سند میں ابوعمرو بن محمد بن حریث ہیں جن کے بارے میں ذہبی لا یعرف کہتے ہیں اور تقریب میں ان کو مجہول لکھا ہے۔ اس حدیث کو ضعیف قرار دینے کے لیے راوی کا مجہول ہونا کافی ہے''۔

اس کے بعد علامہ نیمویؒ نے اس حدیث کے اضطراب پر ایک طویل بحث کی اور خلاصہ کے طور پر یہ لکھا:

"فالحاصل أن حديث الخط لا يصح وان ذهب ابن حبان الى تصحيحه، والحافظ الى تحسينه"

''خلاصہ یہ ہے کہ حدیث خط صحیح نہیں ہے اگرچہ ابن حبان نے اس کی تصحیح کی ہے اور حافظ نے اس کی تحسین کی ہے''۔

(۲) دیگر کتب حدیث کی طرح علامہ نیمویؒ نے بھی کتابوں کے حوالہ دینے کے لیے علامات کا استعمال کیا ہے اور اس سلسلے میں ''بلوغ المرام'' ہی کی مقرر کردہ علامتوں کے انداز کو کچھ تغیر کے ساتھ اپنایا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

"لكني اقتصرت في كثير من المواضع على العلامة، فالشيخان للبخاري ومسلم، والثلاثة لأبي داود والنسائي والترمذي، والأربعة للثلاثة مع ابن ماجه، والخمسة للأربعة مع أحمد، والستة للأربعة مع الشيخين، والجماعة لأصحاب الكتب الستة معه، وكثير مالا أذكر مع الشيخين غيرهما من مخرجي الحديث، وربما أقول بعد ذكر بعض

المخرجين: وآخرون، فالمراد به غيره من أصحاب التخريج سواء كانوا من الجماعة وغيرهم، كالامام مالك والشافعي والدارمي وابن حبان والطحاوی والطبرانی والدارقطنی والحاكم والبيهقی وأمثالهم''.

(۳) علامہ نیمویؒ نے اس کتاب کو فقہی ابواب پر مرتب کیا ہے، جس سے استفادہ نہایت آسان ہوگیا ہے۔آپ نے اس کی ابتداء کتاب الطہارۃ سے کی اور اس کے ضمن میں ۴۶ باب ذکر کیے، کتاب الطہارۃ کے بعد کتاب الصلوۃ کا عنوان باندھا اور اس کے ضمن میں ۲۲۸ باب ذکر کیے۔

(۴) حدیث کا متن عموما انہی کتب سے نقل کرتے ہیں جس کی خود علامہ نے تصریح کی ہے، اگر کہیں ان کتب میں سے کسی کا حوالہ موجود ہو اور محولہ کتاب میں بعینہ وہ الفاظ نہ پائے جائیں تو مختلف ایسی جگہوں کے تتبع سے معلوم ہوا کہ ایسے مواقع پر مصنف کا اعتماد ''نصب الرایہ، المنتقی ، بلوغ المرام، اور مجمع الزوائد'' اور اس جیسی معتمد ثانوی کتب پر ہوتا ہے۔جس کی مثال درج ذیل ہے:

''آثار السنن''، ص:۱۲۱ میں علامہ نیمویؒ نے ایک روایت کے حوالہ میں ''رواہ ابوداود فی المراسیل'' کا ذکر کیا ہے، جبکہ مراسیل ابوداود میں یہ الفاظ بعینہ موجود نہیں ہیں۔حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے ''الاتحاف (حاشیہ آثار السنن)'' میں مصنف کے اس طرز عمل کی یوں وضاحت کی ہے:

''فكأنه تبع فی عزو اللفظ للمراسيل للزيلعی''.

''گویا کہ انہوں نے مراسیل کی طرف الفاظ حدیث کی نسبت میں امام زیلعی کی اتباع کی ہے''۔

(۵) ''آثار السنن'' کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ علامہ نیمویؒ نے روایت کے حکم کو بیان کیا ہے، خصوصا ان احادیث کے حکم کے بیان کا التزام کیا ہے جو صحیحین میں موجود نہیں ہیں۔

(۶) موافق اور مخالف احادیث کا استخراج اس کتاب کی اہم خصوصیت ہے۔علامہ نیمویؒ نے صرف ان احادیث کے ذکر پر اکتفاء نہیں کیا جو مسلک حنفی کی مؤید ہیں بلکہ انہوں نے باضابطہ دونوں قسم کی احادیث کے لیے الگ الگ ابواب قائم کیے، اور اس کے ذیل میں دونوں قسم کی احادیث جمع کر کے انتہائی نادر تحقیقات کی ہیں، علامہ نیمویؒ کی یہ تحقیقات کبھی ایسے نوادرات پر مشتمل ہوتی ہیں کہ جن کے ذکر سے متقدمین کی کتابیں بھی خالی ہیں، آپ لکھتے ہیں:

''وقد بينت ضعفه بأدلة قوية لم يسبق الى بعضها ذهن أحد من المتقدمين فضلا عن المتأخرين''

''میں نے اس کے ضعف کو ایسے قوی دلائل سے مبرہن کیا ہے جس کی طرف متقدمین کا ذہن بھی نہیں گیا

چہ جائیکہ متاخرین''۔

(۷) علامہ نیمویؒ نے اس کتاب میں اپنی مخصوص آراء کو''قال النیموی'' سے ذکر کیا ہے، جو کبھی مسلک حنفی کی ترجیح میں ہوتی ہے، کبھی حدیث کی صحت اور ضعف کے بیان میں اور کبھی احادیث کے مابین تطبیق کی صورت میں ہوتی ہے۔ پوری کتاب میں علامہؒ کی یہ قیمتی آراء تقریبا اکیاون (۱۵) مقامات پر مشتمل ہیں جو ان کی بلوغ فکر اور تعمق نظر کا آئینہ دار ہے۔

حواشی (قسط......۱،۲)

(۱) موضع نیمی (نون کے زیر کے ساتھ) ضلع پٹنہ عظیم آباد کی بستی ہے۔ اس بستی کو علم اور علماء سے نسبت خاص حاصل رہی ہے۔ علامہ نیمویؒ نے اپنی مایہ ناز تصنیف یادگار وطن میں اس قریہ کے متعلق ایک طویل قصیدہ سپرد قرطاس کیا ہے، جس کے چند اشعار یہ ہیں:

بہار اس کی کیوں نہ بھائے کہ ہے میرا وطن نیمی — بنا میں خوش نوا بلبل بنی صحن چمن نیمی
جو کوئی شام غربت کا تھکا ماندہ پہنچتا ہے — دکھاتی ہے بہار جلوہ صبح وطن نیمی
ہوا جوہر عیاں جس دم کھنچا دل ایک عالم کا — ہوئی مشہور بنگالے سے تا دکن نیمی
دل ہندوستاں بیشک عظیم آباد پٹنہ ہے — مقرر ہے سویدا اس کا اے اہل سخن نیمی
یہی اے شوق میری التجا ہے حضرت حق میں — رہے آباد محشر تک مرا پیارا وطن نیمی

(۲) عمدۃ العناقید من حدائق بعض الاسانید للنیموی۔ (۳) عمدۃ العناقید من حدائق بعض الاسانید للنیموی۔

(۴) القول الحسن، ص:۱۶۶، ۱۶۷۔ (۵) التحقیق الحسن، ص:۱۳۔ (۶) آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی، ص:۱۳۰۔

(۷) القول الحسن، ص:۱۵۲۔ (۸) القول الحسن، ص:۱۵۰۔ (۹) آثار السنن، ص:۱۲۹، ۱۳۰، احسن المطابع، عظیم آباد۔ (۱۰) تقدس انور، ص:۳۱۰۔ (۱۱) التحقیق الحسن، ص:۱۷۔ (۱۲) ظہیر احسن النیموی، حیاتہ آثارہ فی الحدیث، ص:۱۸۴۔ (۱۳) مقدمہ اتحاف لمذہب الاحناف للشیخ البنوری۔ (۱۴) القول الحسن، ص:۱۲۔ (۱۵) رد السکین، بحوالہ انوار مدینہ لاہور، جمادی الثانی ۱۴۱۶ھ۔ (۱۶) رد السکین۔ (۱۷) مقالات الکوثری، ص:۷۳۔

(۱۸) بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام، باب سترۃ المصلی، ص:۷۰، رقم:۲۳۷۔